إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کے درمیان صلح کراؤ

تہمتِ وہابیت

اور

علمائے دیوبند

تالیف

جناب حضرت نثار احمد خان فتحی صاحب مدظلہ العالی

پسند فرمودہ

حضرت مفتی عبد المجید دین پوری مدظلہ

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾

”تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کے درمیان صلح کراؤ۔“

تہمتِ وہابیت
اور
علمائے دیوبند

تالیف

جناب حضرت نثار احمد خان فتحی مدظلہ

ناشر

مکتبة الشیخ

۳/۳۴۵ بہادر آباد کراچی نمبر ۵

فون: ۰۲۱۳-۴۹۳۵۴۹۳

۰۳۲۱-۲۲۷۷۹۱۰

نام کتاب .... تہمت وہابیت اور علمائے دیوبند
مؤلف .... جناب حضرت نثار احمد خان فتحی مدظلہٗ
ناشر .... مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵ بہادر آباد کراچی

اشاعت: **مکتبہ خلیلیہ**
دکان ۱۹، اسلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی۔

دیگر ملنے کے پتے

کتب خانہ اشرفیہ .... اردو بازار، کراچی
زم زم پبلشرز .... اردو بازار، کراچی
کتب خانہ مظہری .... گلشن اقبال، کراچی
اقبال بک سینٹر .... صدر، کراچی
دارالاشاعت .... اردو بازار، کراچی
اسلامی کتب خانہ .... بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ انعامیہ .... اردو بازار، کراچی
مکتبہ عمر فاروق .... شاہ فیصل کالونی، کراچی
مکتبہ رحمانیہ .... لاہور
ادارہ اسلامیات .... لاہور
مکتبہ قاسمیہ .... لاہور
مکتبہ حرمین .... لاہور
المیزان .... لاہور
مکتبہ حقانیہ .... ملتان
مکتبہ رشیدیہ .... کوئٹہ

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	پسند فرمودہ..... حضرت مفتی عبدالمجید دین پوری مدظلہ	۸
۲	سبب تالیف	۹
۳	واحسرتا	۱۰
۴	مخالفین کے متعلق علماء دیوبند کا طرز عمل	۱۵
۵	حنفی مذہب والوں کا خون حلال ہے	۲۲
۶	غیر منقسم ہندوستان میں مذہبی تنافر	۲۵
۷	محمد علی مونگیری کا خط مولوی احمد رضا خاں کے نام	۲۶
۸	فتنہ وہابیت	۲۷
۹	علمائے دیوبند کی طرف وہابیت کی نسبت کیوں کی گئی؟	۲۹
۱۰	مخالفین کی ایذاء برداشت کرنا انبیاء کی سنت ہے	۳۰
۱۱	شیخ الاسلام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کا قول	۳۶
۱۲	وہابیوں کے عقائد	۳۷
۱۳	ایک پرلطف اور عجیب واقعہ	۴۱
۱۴	اہل حق کو وہابی کہنا محض بہتان ہے	۴۲
۱۵	نسبت وہابیت کی تکذیب	۴۲
۱۶	نسبت وہابیت کے دلچسپ واقعات	۴۵

دوسرا باب

مختلف مکاتب فکر کے علماء اور

مشائخ طریقت کا خراج تحسین

اور اظہار خیال علماء دیوبند

کے متعلق

ہم عصر علماء ربانی اور مشائخ کرام علماء دیوبند

کے مقبول بارگاہ خداوندی ہونے پر

یک زبان ہیں

"زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو"

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ:

جو صاحب اس فقیر سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہٗ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہٗ کو جو تمام کمالات علوم ظاہری و باطنی کے جامع ہیں میری جگہ پر بلکہ مدارج میں مجھ سے فوق سمجھیں۔ اگرچہ معاملہ ظاہر میں اس کے برعکس ہے اور ان کی محبت کو غنیمت سمجھیں کہ ان کے جیسے لوگ اس زمانے میں نایاب ہیں اور ان کی خدمت بابرکت سے فیض یاب ہوتے رہیں اور سلوک کے طریقے جو اس رسالہ (ضیاء القلوب) میں لکھے گئے ہیں ان سے حاصل کریں ان شاء اللہ تعالیٰ بے بہرہ نہیں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے۔ ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور نبی کریم ﷺ کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھیں۔

(ضیاء القلوب مطبع مجتبائی دھلی)

(ایک ولی کامل اپنے مرید کے متعلق جن اعلیٰ کلمات کا اظہار کر رہا ہے وہ اس کی بزرگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت باقی باللہ قدس سرہٗ نے اپنے مرید حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق کہا تھا کہ وہ چاند ہیں اور ہم ستارے ہیں۔ مؤلف)

فیصلہ ہفت مسئلہ کے آخر میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ عوام اور خاص طور پر اپنے عقیدت مندوں کو ارشاد فرماتے ہیں:

"اہل اللہ کی محبت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے

وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کبری اور نعمت عظمی سمجھ کر ان سے فیوض وبرکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف تمام کمالات ظاہری و باطنی کے جامع ہیں اور ان کی جو بھی تحقیقات ہیں وہ محض اللہ کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں نفسانیت کا شائبہ نہیں۔

آخر میں شیخ العرب والعجم اعلی حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی قدس سرہ' کا ایک مکتوب مبارک درج کیا جاتا ہے جو قطب الارشاد حضرت گنگوہی کے علو مرتبت اور کمالات ظاہری وباطنی کی شہادت دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ' ونصلی علی رسولہ الکریم

از فقیر امداداللہ چشتی بخدمت محبان وعقیدت مندان

ان دنوں بعض خطوط ہندوستان سے اس فقیر کے پاس آئے ہیں (جب علماء دیوبند پر کفر اور وہابیت کی تہمت لگائی گئی تو بہت سے لوگوں نے حضرت حاجی صاحب کو خطوط لکھے کہ حقیقت اس تہمت کی کیا ہے اس کے جواب میں حاجی صاحب نے یہ خط لکھ ہندوستان بھیجا تھا۔ مؤلف) جن میں لکھا تھا کہ بعض لوگ مولوی رشید احمد کے ساتھ سوء ظن رکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہم مولوی رشید احمد کو کیا سمجھیں؟

لہذا فقیر کی جانب سے مشتہر کرادو اور طبع کرادو کہ مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی فاضل حقانی ہیں۔ سلف صالحین کا نمونہ ہیں۔ شریعت وطریقت کے جامع ہیں۔ شب وروز خدا اور اس کے رسول کی رضامندی میں رہتے ہیں۔ حدیث پڑھانے کا شغل رکھتے ہیں۔ مولانا مولوی محمد اسحاق صاحب کے بعد اس قسم کا فیض علم دین کا انہیں سے جاری ہوا ہے

ہندوستان میں مولوی رشید احمد فرد واحد ہیں۔ مسائل مشکلہ کی عقدہ کشائی انہیں سے ہوتی ہے۔ ہر سال پچاس آدمی کے قریب علم حدیث پڑھ کر ان سے سند لیتے ہیں۔ اتباع سنت میں محو اور محبت رسول کریم ﷺ اور عشق خداوندی میں غرق ہیں۔ حق گوئی میں ﴿وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ﴾ کے مصداق ہیں۔ خدا پر پورا توکل رکھتے ہیں۔ بدعات سے پورے طور پر مجتنب ہیں۔ اشاعت سنت ان کا پیشہ اور بدعقیدوں کو خوش عقیدہ بنانا ان کا حرفہ ہے۔ ان کی صحبت اہل اسلام کے واسطے کیمیا اور اکسیر اعظم ہے۔ ان کے پاس بیٹھنے سے خدا یاد آتا ہے اور یہی اللہ والوں کی نشانی ہے۔ متقی اور تارک دنیا ہیں۔ آخرت کی طرف راغب ہیں۔ تصوف اور سلوک میں کامل ہیں۔ امیر وغریب ان کے نزدیک یکساں ہیں سب کی طرف توجہ برابر ہے کسی سے طمع نہیں رکھتے فقیر نے جو کچھ ان کی تعریف میں ضیاء القلوب میں تحریر کیا ہے وہ سب حق ہے اور اب فقیر کا حسن ظن اور محبت بہ نسبت پہلے کے ان کے ساتھ بہت زیادہ ہے۔

فقیر ان کو اپنے واسطے ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ میں صاف کہتا ہوں کہ جو شخص ان کو برا کہتا ہے وہ میرا دل دکھاتا ہے۔ میرے دو بازو ہیں ایک مولوی قاسم مرحوم اور دوسرے مولوی رشید احمد صاحب ایک جو باقی ہے لوگ اس کو بھی نظر لگاتے ہیں۔

میرا اور مولوی رشید احمد صاحب کا عقیدہ ایک ہے میں بھی بدعات کو برا کہتا ہوں۔ دین کے معاملے میں جو ان کا مخالف ہے وہ میرا مخالف ہے اور خدا اور رسول کا مخالف ہے اور بعض جاہل جو کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے محض ان کی کم فہمی ہے۔ طریقت بے شریعت خدا کے یہاں کبھی مقبول نہیں۔ صفائی قلب کفار کو بھی حاصل ہو جاتی

ہے۔ قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے آئینہ زنگ آلود ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی لیکن فرق نجاست اور طہارت کا ہے ولی اللہ، پہچاننے کے لیے اتباع سنت کسوٹی ہے۔ جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے۔ اس فقیر سے جو اہل علم محبت رکھتے ہیں وہ اتباع سنت کے سبب سے ہے۔ کسی کی مخالفت سے مولوی رشید احمد صاحب کا نقصان نہیں۔

مولوی صاحب وہ شخص ہیں کہ خواص کو چاہیے کہ ان کی صحبت سے مستفید ہوں اور اسے خیر کثیر سمجھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب کے بارے میں مجھے کوئی کلمہ بے ادبی کا نہ سنائی دے نہ کوئی تحریر کرے مجھے ان باتوں سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ عجب بات ہے کہ میرے لخت جگر کو ایذا دیں اور اپنے آپ کو میرا دوست سمجھیں۔ ہرگز نہیں! مولوی صاحب پکے حنفی المذہب، صوفی المشرب اور باخدا ولی کامل ہیں ان کی زیارت کو غنیمت سمجھیں۔

''امداد اللہ فاروقی، مکہ معظمہ ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ''

(منقول از الشہاب الثاقب، مؤلفہ: شیخ الإسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی: ۱۲۹ مطبوعہ میرٹھ)

اس کے علاوہ بھی حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے بہت سے مکتوب ''مکاتیب رشیدیہ'' میں ملتے ہیں جن میں آپ نے حضرت گنگوہی قدس سرہ سے اپنی انتہائی محبت کا اظہار کیا ہے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

اقتباس:

ایک ضروری اطلاع یہ ہے کہ فقیر آپ کی محبت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہے اور الحمد للہ

حق تعالیٰ نے آپ کی محبت کو میرے دل میں ایسا مستحکم کر دیا ہے کہ کوئی شئے اس کو ہلا نہیں سکتی۔ یقین جانو! مجھے دنیا میں کسی سے بھی ملال اور کدورت نہیں ہے تو پھر اپنے عزیزوں سے جو اس گناہ گار کے آخرت میں مددگار ہیں کیونکر کدورت رکھوں گا۔ اول تو کسی میں ہمت نہیں کہ فقیر کے سامنے آپ کے خلاف زبان ہلائے کیونکہ اس سے اس کو سوائے میرے رنج و ملال کے کیا فائدہ ہوگا۔ دوسرے جو کوئی فقیر کو دوست رکھتا ہے وہ ضرور آپ سے محبت کرے گا تو اس کے خلاف اگر کبھی کوئی تحریر آپ کے پاس جائے تو اس پر یقین نہ کرنا۔

ایک اور مکتوب کے آخر میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے فیض ظاہر و باطن سے ہمیشہ خلق کو فائدہ پہنچاتا رہے آمین۔ عزیزم امیر شاہ خاں صاحب آپ کے نہایت معتقد اور بہت ارادت و محبت رکھتے ہیں۔ کچھ وجہ ایسی ہوگئی کہ چلتے وقت آپ کی زیارت سے محروم رہے۔ آپ صدیقوں کی وجہ سے مجھ سے بھی محبت رکھتے ہیں اس پر کچھ شبہ نہیں کہ تم عزیزوں کے کمالات کی وجہ سے فقیر کے نقصان اور عیوب چھپ گئے ہیں۔ تمہاری محبت نے اکسیر کا کام کیا ہے۔ ان شاء اللہ قیامت میں بھی ایسی ہی ستاری کی امید ہے اور تمہاری محبت کا بڑا وسیلہ ہے۔ والسلام

مکہ معظمہ مؤرخہ بست و ششم ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ

وہابیت کے فتنے کے زمانے میں بہت سے لوگوں نے حضرت مولانا گنگوہی کے خلاف حاجی صاحب کو بہت سے خطوط بھیجے اور آپ کو بدظن اور بدگمان کرنا چاہا مگر حاجی صاحب قدس سرہ اللہ کے کامل و مکمل ولی تھے آپ کے باطن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور

آپ پر سب حقیقت روز روشن کی طرح عیاں تھی چنانچہ ایک خط کا یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں جو حضرت گنگوہی کے خط کے جواب میں ہے:

''مولانا! ضیاء القلوب میں جو کچھ آپ کی نسبت فقیر نے تحریر کیا ہے وہ یونہی نہیں لکھا گیا بلکہ جیسا دل پر القا ہوا ہے ویسا ہی ظاہر کر دیا گیا ہے پس بدیہیات کو نہ ماننا اور اپنے ذریعہ نجات اور وسیلہ فلاح دارین سے علیحدگی کرنا سخت جہالت، محرومی اور ادبار ہے۔ خارج کرنا چہ معنی؟ فقیر تو تم علماء وصلحا کی جماعت میں داخل ہونا موجب فخر دارین، ذریعہ نجات اور وسیلہ فلاح کو یقین کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بھی یہی دعا ہے کہ تم صالحین کی محبت میں جلا دے یا مارے۔ (مکاتیب رشیدیہ)

حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری قدس سرہٗ:

(م: ۱۳۰۳ھ، 1885ء)

آپ قطب ربانی، رئیس المجاہدین، غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات قدس سرہٗ کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ اکابر علمائے دیوبند کے معاصر اور مرتبہ شناس تھے۔ حضرت مولانا امیر باز خاں ''شہادت امیریہ'' میں لکھتے ہیں۔

''خبر حسرت اثر (وفات) حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی صاحب کی آئی تو حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: آج میری پشت دو صدموں سے ٹوٹ گئی۔ ایک وفات مولوی محمد قاسم صاحب اور دوسری رحلت مولوی احمد علی سہارنپوری سے یہ دونوں بزرگوار بے ریا، متبع شریعت اور کامل فیض پھیلانے والے تھے مجھ کو ان کے باعث بڑی تقویت تھی اب میں تجھارہ گیا۔

(شہادت امیریہ علی مکشوفات رحیمیہ مطبوعہ بلالی بڑی ساڈھورہ)

حضرت عبدالرحیم سہارنپوری قدس سرہٗ کے ایک خلیفہ ان کے ہم نام عبدالرحیم رائے پوری صاحب ہیں جو حضرت رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے بھی خلافت یافتہ ہیں۔

حضرت عبدالرحیم سہارنپوری کے تمام خلفاء حضرات علمائے دیوبند کے عقیدت مند ہیں۔ جناب صوفی برکت علی صاحب لدھیانوی دارالاحسان سالاروالا تو دارالعلوم دیوبند کو حضرت علاء الدین صابر کلیدی قدس سرہٗ کا مدرسہ کہتے ہیں اس بناء پر کہ بزرگان دیوبند سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے چشم و چراغ ہیں۔

حضرت سائیں توکل شاہ انبالوی قدس سرہٗ:

(م: ۱۳۱۵ھ، 1897ء)

ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب میں سائیں توکل شاہ صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

ہم اوائل عمر میں حافظ ضامن علی سکنہ تھانہ بھون سے ملے۔ وہ وجد بہت کیا کرتے تھے اور سماع خوب سنتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم اسی وجد کی حالت میں ان سے ملے تو انہوں نے ہم کو اپنی بغل میں لے کر بہت دبایا اور کس کر گھونٹا پھر تین مرتبہ بڑے زور کے ساتھ دبایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید ہم کو بھی وجد میں لانا چاہتے ہیں۔ مگر ہمیں کچھ بھی نہیں ہوا ہم نے ان کے کان میں کہا آپ خواہ کتنا ہی دبائیں۔ ہم پر کچھ بھی اثر نہیں ہوگا۔ وہ ہمیں چھوڑ کر کہنے لگے واہ درویش! تو بڑا زبردست ہے۔

(حافظ ضامن صاحب اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے پیر بھائی کامل ولی اور علمائے دیوبند کے اکابرین میں سے تھے شاملی کی جنگ میں شہید ہوئے۔ مؤلف)

مولانا مشتاق احمد چشتی اپنی کتاب ''انوار العاشقین'' میں لکھتے ہیں: ''حضرت عارف باللہ سائیں توکل شاہ صاحب نے اس عاجز سے فرمایا تھا کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں اور مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہٗ جہاں پائے مبارک حضور ﷺ کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں۔ میں بے اختیار بھاگا ہوں کہ حضور ﷺ کے قدموں میں پہنچوں چنانچہ میں پہنچ گیا۔ (انوار العاشقین: صفحہ ۸۸)

حضرت سائیں کے بعض الہامی جملے حضرت قطب الارشاد گنگوہی کی شان میں بھی مشہور ہیں۔

جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر مولانا گنگوہی کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا۔ سائیں توکل شاہ صاحب کی مجلس میں کسی مولوی صاحب نے حضرت مولانا گنگوہی کا تذکرہ کیا اور کہا کہ امکان کذب کے قائل ہیں۔ یہ سن کر سائیں توکل شاہ صاحب نے گردن جھکالی اور کچھ دیر مراقبہ میں رہ کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ ادا فرمائے: ''لوگو! تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔'' (تذکرۃ الرشید)

حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی:

(م: ۱۳۱۳ھ، 1895ء)

چودھویں صدی کے مشہور و مقبول متبع سنت عالم دین اویس زمانہ حضرت شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی علمائے دیوبند کے ہم عصر اور ان کے مرتبہ کو پہچاننے والے تھے مولانا شاہ تجمل حسین اپنی کتاب ''کمالات رحمانی'' میں لکھتے ہیں:

اب بیعت کا جو عزم ہوا کہ مجھ کو عقیدت اور غلامی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ آپ کو (حضرت گنج مرادآبادی رحمہ اللہ) کشف سے معلوم ہو گیا تو آپ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی بہت تعریف کی کہ اس کم سنی میں ان کو ولایت حاصل ہو گئی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ کی بھی بہت تعریف کی کہ ان کے قلب میں ایک نور الٰہی ہے جس کو ولایت کہتے ہیں حضرت مولانا محمد علی مونگیری خلیفہ ارشد حضرت گنج مرادآبادی رحمہ اللہ نے بھی اس قول کی تصدیق کی ہے۔

تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے کہ مولوی عبدالمجید صاحب ہزاروی فرماتے تھے کہ جب میں نے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے پاس حدیث شریف پڑھنی شروع کی تو دل اندر سے گھبراتا تھا اور خواب میں اکثر خنزیر کے بچے نظر آیا کرتے تھے کہ میرے چاروں طرف پھر رہے ہیں۔ ایسے خواب دیکھ دیکھ کر میرا دل بالکل اُچاٹ ہو گیا اور وہاں سے روانہ ہو کر سیدھا گنج مرادآباد حضرت مولانا فضل الرحمٰن قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچا۔ وہاں حاضر ہو کر میں نے اپنے پڑھنے اور اپنے خوابوں کی کیفیت بیان کی۔ آپ نے فرمایا مولانا رشید احمد صاحب کی خدمت میں گنگوہ جاؤ اور انہیں سے پڑھو وہاں حدیث کی دکان کھلی ہوئی ہے اس کے بعد دیر تک حضرت مولانا گنگوہی کی تعریف کرتے رہے فرمایا تم جاؤ تو ہمارا سلام کہنا اور کہہ دینا کہ آپ کی خدمت میں فضل رحمٰن نے مجھے بھیجا ہے۔ غرض مولوی عبدالمجید صاحب گنگوہ آئے جس وقت حضرت کی خدمت میں پہنچے تو حضرت وضو کے لیے چوکی پر بیٹھے ہوئے مسواک کر رہے تھے۔ ان کو دیکھ کر مسکرائے۔ انہوں نے سلام کیا اور مولانا گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کا سلام اور پیام پہنچایا اور یہ بھی کہا کہ مولانا نے آپ کی بہت تعریف

کی اور انہیں کا بھیجا ہوا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت گنگوہی نے ان کی تقریر سن کر کمال تواضع سے ارشاد فرمایا وہ خود قابل تعریف ہیں اس لیے دوسروں کی بھی تعریف کرتے ہیں۔ مولوی عبدالمجید صاحب فرماتے تھے کہ آخر میں نے حدیث شروع کی اور اسی دن سے روز بروز پریشانی کم ہوتی گئی اور فرحت بڑھتی رہی۔ (تذکرۃ الرشید)

مولوی محمد سہول صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی کے وصال کے بعد مجھے سید طاہر صاحب رئیس مولانگر ضلع مونگیر سے ملنے کا اتفاق ہوا حضرت گنگوہی کا تذکرہ آیا تو سید صاحب آبدیدہ ہوگئے اور قسم کھا کر فرمایا کہ ایک دن میں اپنے مرشد حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ بزرگوں کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے حضرت رشید احمد صاحب کی بابت پوچھا۔ مجھے خوب یاد ہے حضرت مولانا نے یہ الفاظ فرمائے: ''مولانا رشید احمد صاحب کا کیا حال پوچھتے ہو وہ تو دریا پی گئے اور ڈکار تک نہیں لی۔'' (تذکرۃ الرشید)

ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب کمشنر بندوبست ضلع گوالیار ایک بار پریشانی میں مبتلا ہوئے اور ریاست کی طرف سے تین لاکھ روپے کا مطالبہ ہوا۔ ان کے بھائی دعا کے لیے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت مولانا نے وطن پوچھا انہوں نے کہا دیوبند۔ مولانا نے تعجب کے ساتھ فرمایا کہ گنگوہ قریب تر تھا مولانا گنگوہی کی خدمت میں کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے کہا مجھے آپ کی عقیدت کھینچ لائی ہے۔ مولانا نے ارشاد فرمایا: تم گنگوہ ہی جاؤ تمہاری مشکل کشائی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی دعا پر موقوف ہے اگر تمام زمین کے اولیاء بھی دعا کریں گے تو

فائدہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ یہ واپس ہوئے اور بوسیلہ حکیم ضیاء الدین صاحب مولانا گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے حکیم صاحب نے سفارش کی تو مولانا نے فرمایا کہ یہ صاحب مدرسہ دیوبند کے مخالف ہیں جو اللہ کا ہے یہ قصوروار اللہ کے ہیں اللہ سے توبہ کریں بندہ بھی دعا کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور کچھ دن بعد حکومت کی طرف سے ان کی براءت کا حکم بھی آگیا۔ (حکایات اولیاء)

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ:

(م: ۱۳۱۹ھ، 1901ء)

حضرت خواجہ غلام فرید پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے۔ فرمانروایان ریاست بہاولپور کے پیر و مرشد تھے۔ آپ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ''مقابیس المجالس'' کے نام سے موجود ہے۔

عرب کے سلاسل طریقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سلسلۂ چشتیہ میں اس وقت صرف حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہیں جو چشتی صابری ہیں۔ ایک اور ملفوظ میں فرمایا کہ حاجی امداد اللہ صاحب بہت کامل بزرگ ہیں اور دہلی، دیوبند، سہارنپور کے جید علماء جیسے مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد قاسم اور مولوی محمد یعقوب صاحب حاجی صاحب کے مرید اور خلفاء ہیں۔ (مقابیس المجالس)

حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ:

(م: ۱۳۳۰ھ، 1919ء)

ابتداء میں آپ قطب العارفین حضرت شاہ عبدالرحیم سہارنپوری قدس سرہٗ خلیفہ اعظم

غازی اسلام حضرت اخوند عبدالغفور صاحب سوات نور اللہ مرقدہٗ کے مرید تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کبھی کبھی کلیر شریف تشریف لے جاتے اور کچھ شب و روز درگاہ شریف میں قیام بھی فرماتے ایک مرتبہ وہاں آپ کو عجیب واقعہ پیش آیا جس نے آپ کی زندگی میں ایک خاص انقلاب پیدا کر دیا جسے ان کے خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمہ اللہ بار بار اپنی مجالس میں بیان فرماتے رہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک رات حضرت عبدالرحیم شاہ صاحب حضرت تاج الاولیاء حضرت خواجہ علاء الدین صابر کلیری قدس سرہٗ کے مزار مبارک کے پاس بنی ہوئی مسجد سے ملے ہوئے میدان میں سو رہے تھے نصف شب کو اپنے اوپر بارش محسوس کی آپ فوراً اندر سائے میں چلے گئے پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بارش نہیں تھی۔ آپ دوبارہ باہر آ کر لیٹ گئے۔ کچھ دیر بعد پھر وہی بارش کی سی کیفیت ہوئی تو آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ بارش انوار ہے۔

آپ اٹھے اور وضو کیا اور نفل پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ اچانک آپ نے آواز سنی۔ عبدالرحیم! عبدالرحیم! آپ نے خیال کیا اس صحن میں بہت سے لوگ سو رہے ہیں ان میں کوئی عبدالرحیم ہوگا۔ آخر آپ کے قلب کو کشش ہوئی سلام پھیر کر مزار مبارک کی طرف متوجہ ہوئے تو آواز آئی میں تمہیں ہی بلا رہا ہوں۔ ہمارے سلسلے کی نعمت اس وقت گنگوہ میں مولانا رشید احمد کے پاس ہے آپ وہاں جائیں۔

آپ کلیر شریف سے عجیب خیالات اور جذبات لیے ہوئے واپس ہوئے۔ حج کا زمانہ تھا آپ فوراً حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس زمانہ میں مکہ شریف میں حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے چشمۂ فیض سے ایک عالم سیراب ہو رہا تھا۔ آپ بھی حاجی

صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ اگرچہ حضرت رائے پوری نے کلیر شریف کا واقعہ کسی سے بھی بیان نہیں کیا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حاجی صاحب پر وہ بتام و کمال منکشف ہو گیا تھا۔

حضرت رائے پوری جب آخری ملاقات کے لیے حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت حاجی صاحب نے ایک مکتوب گرامی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے نام دیا۔ حضرت رائے پوری نے واپس گنگوہ پہنچ کر وہ مکتوب حضرت مولانا گنگوہی کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور چاروں سلاسل طیبہ کی اجازت کے ساتھ اپنی دستار خلافت مرحمت فرمائی۔

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہٗ:

(خانقاہ موسیٰ زئی، ۱۳۳۳ھ)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اپنے والد حضرت عثمان دامانی کے خلیفہ ہیں آپ حدیث شریف میں حضرت مولانا حسین علی صاحب (واں بھچراں) کے شاگرد تھے اور مولانا حسین علی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے شاگرد تھے حضرت خواجہ کے دادا پیر حضرت دوست محمد قندھاری دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔

حضرت شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی:

(م: ۱۳۴۱ھ، 1923ء)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں۔ اکابر علمائے دیوبند کے معاصر اور ہندوستان کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ بزرگان دیوبند اور آپ

کے درمیان نہایت خوشگوار تعلقات تھے۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت ابوالحسن زید مدظلہ اپنی کتاب "مقامات خیر" میں رقم طراز ہیں میں نے حدیث شریف کا دور مدرسہ مولوی عبدالرب میں حضرت مولانا عبدالعلی صاحب کے حلقے میں کیا۔ حضرت عبدالعلی صاحب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد تھے۔ حضرت محمد قاسم نانوتوی سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے میں نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی حیات میں یہ خواب دیکھا کہ سرور دوعالم ﷺ ایک اونٹ پر سوار ہیں اور اونٹ کی نکیل حضرت مولانا نانوتوی کے مونڈھے پر پڑی ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ اسی کیفیت میں ہیں۔ جس کا بیان محدثین نے کیا ہے مگر آپ کی لحیہ مبارک حلق شدہ ہے اور میں آپ کی اونٹنی کے پیچھے چل رہا ہوں۔ اس خواب کو میں نے حضرت نانوتوی سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا آپ کا اظہار حلق لحیہ کی صورت میں یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اب آپ کی یہ سنت مبارکہ ترک کر دی جائے گی مولانا کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی ہے ان دنوں ڈاڑھی ترشوانے کا بڑھتا ہوا رواج مولانا کے خواب کی صحیح تعبیر بن کر سامنے آ رہا ہے۔

ایک دوسری جگہ "مقامات خیر" میں لکھتے ہیں ایک دن جناب حضرت مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند حضرت والد سے ملنے تشریف لائے۔ آپ ان سے نہایت محبت سے ملے اور تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ دونوں کی پرلطف ملاقات رہی۔ مولوی صاحب آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور آپ نے ان کو محبت اور احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

(مقامات خیر۔ صفحہ ۲۴۰)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور حافظ احمد بن مولانا قاسم نانوتوی کی آمد سے حضرت سیدی والد مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے، فرمایا ہمیں سہارا دو چنانچہ سہارا لے کر آپ کھڑے ہوئے اور دونوں سے ملے۔ حافظ احمد صاحب کی وجہ سے ان کے والد کا ذکر آیا تو فرمایا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نے شاہ عبدالغنی سے حدیث شریف پڑھی ہے۔ دونوں اپنے استاد کا اور ان کی جائے قیام کا اتنا ادب کرتے تھے کہ خانقاہ کے باہر جوتے اتار کر برہنہ پا اندر داخل ہوتے تھے۔ (مقامات خیر: صفحہ ۲۴۱)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے فرزند حکیم محمد مسعود معہ چند احباب آپ سے ملنے کے لیے آئے تو آپ بڑی محبت سے ملے۔ سب کی خاطر شیرینی اور چائے سے کی۔ آپ کی محبت بھری باتیں سن کر سب رونے لگے آخر میں آپ نے فرمایا مولوی صاحب ہمارے دوست تھے اور ہم ان کے دوست تھے۔ (مقامات خیر: صفحہ ۲۹۱)

حضرت مولانا ابوالسعد خاں رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف:

(م ۱۳۰۷ھ، 1941ء)

خلیفہ اعظم حضرت خواجہ سراج الدین صاحب قدس سرہٗ موسیٰ زئی شریف، ایک مرتبہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کندیاں تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ خود مولانا ابوسعد صاحب ان سے ملاقات کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لائے تھے علامہ شبیر احمد عثمانی نے قرآن پاک کی تفسیر لکھی تھی جو مدینہ پریس بجنور سے طبع ہوئی جس کو پڑھ کر مولانا ابوسعد صاحب نے ایک مکتوب مولانا شبیر احمد عثمانی کو بھیجا جس میں تحریر کیا کہ آپ نے یہ تفسیر لکھ کر امت محمدیہ پر احسان فرمایا ہے۔ میں تہجد کی نماز پڑھ کر روزانہ آپ کی درازی عمر کی دعا کرتا ہوں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری جب راولپنڈی جیل میں تھے وہاں سے انہوں نے پیغام بھیجا کہ آپ زندہ ہوں اور میں جیل کاٹوں یہ بات مناسب نظر نہیں آتی۔ مقصود رہائی کے لیے دعا کی درخواست تھی یہ پیغام سن کر حضرت نے فرمایا اگر علالت طبعی حائل نہ ہوتی تو میں شاہ جی کو ایک دن بھی جیل میں نہ رہنے دیتا۔

حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ:

(م ۱۳۵۹ھ)

تلمیذ رشید حضرت سید برکات احمد ٹونکی برصغیر ہندو پاک کے نہایت بلند پایہ عالم تھے۔ اکابر علمائے دیوبند سے آپ کے بڑے گہرے روابط تھے۔ عمر بھر جمعیت علمائے ہند سے وابستہ رہے علمائے دیوبند کے ساتھ مل کر تحریک آزادی میں حصہ لیتے رہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں:

"تحریک خلافت میں مذہبی فتوے کے جرم میں دو سال کی قید و بند کو اس پامردی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا کہ علی برادران نے آپ کے قدم چوم لیے۔"

مولانا مفتی کفایت اللہ، علامہ سید سلیمان ندوی، شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی اور دوسرے اکابر علمائے کرام بڑی عزت و احترام سے ساتھ پیش آتے تھے کبھی کبھی فنی و علمی مسائل پر تحقیقی گفتگو بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا تاج محمود امروٹی رحمہ اللہ:

(م:۱۳۳۸ھ)

آپ حضرت حافظ محمد صدیق بھرچونڈی شریف کے خلفائے عظام میں سے تھے اور

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کی تحریک آزادی (ریشمی رومال کے نام سے مشہور ہے) کے سرگرم کارکن تھے حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ آپ ہی کے خلیفہ اجل ہیں۔

مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند اس وقت تشریف لے گئے جب وہاں جلسہ دستار بندی منعقد ہوا تھا یہ ۱۳۲۸ھ کا زمانہ تھا حضرت مولانا غلام محمد دین پوری رحمہ اللہ بھی ہمراہ تھے۔ حضرت شیخ الہند کے درس حدیث میں شریک ہوئے تو اس سے اتنے متاثر ہوئے کہ دارالعلوم میں مستقل قیام کا ارادہ فرمایا حضرت دین پوری بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر واپس لے آئے۔

حضرت مولانا محبوب الرسول صاحب ضلع جہلم:

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کو میں اللہ کا ولی سمجھتا ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیت تھے اسلام اور علم کی ان سے اللہ تعالیٰ نے جو خدمت لی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ باقی رہا معترضین کا ان کی عبارت سے اپنے مفید مطلب نکالنا تو ہر ہوش مند آدمی ایسی باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں کر سکتا معترضین نے کس چیز سے مفید مطلب و معنی نہیں نکالے۔ آیات قرآنی کی تاویل کی۔ احادیث نبوی کو اپنے رنگ میں ڈھالا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے مکاتیب شریف سے عبارتیں نکال کر ان کو تاویل کی سان پر چڑھایا۔ تو کیا ہم ان عبارتوں کی بنا پر ان بزرگوں کے حق میں بدعقیدہ ہو جائیں گے؟ بہر حال میں کیا اس بارے میں عرض کروں اور پھر حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے علم و ایمان پر روشنی ڈالوں۔ میں تو ان لوگوں کے دیکھے

سے اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتا ہوں۔

(21 مئی 1964ء منقول از قبول کی اور حکایت مهرووف، سید نفیس الحسینی)

حضرت مولانا مشتاق احمد چشتی رحمہ اللہ:

خلیفہ حضرت حافظ محمد علی رام پوری سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ تذکرہ خواجگان چشتیہ صابریہ (المعروف بہ "انوار العاشقین") ۱۹۱۴ء میں تصنیف کیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب کے ہم عصر تھے۔ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء بے شمار ہر دیار و امصار میں موجود ہیں۔ متاخرین مشائخ چشتیہ صابریہ میں حضرت حاجی صاحب کے برابر کسی شیخ کو اس درجہ شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ منجملہ آپ کے خلفاء کے حضرت بقیۃ السلف مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ، مسلّم علماء اور صلحاء میں سے ہیں۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلفاء بھی بزرگ اور عالم باعمل ہیں جیسے حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا خلیل احمد صاحب، مولانا عبدالرحیم رائے پوری مولانا صدیق احمد صاحب اور آپ کے صاحبزادے حکیم مسعود احمد گنگوہ میں مولانا کے جانشین ہیں۔ حاجی وارث حسن بھی عمدہ خلفاء میں سے ہیں صوفیانہ طور طریق رکھتے ہیں۔ حضرت مکرمی اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے عالم و جاہل دونوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ بڑے قادر الکلام ہیں صدہا کتابیں تصنیف کر چکے ہیں زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ حضرت خواجہ سید مخدوم علاء الدین علی احمد صابر قدس سرہٗ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو تو اس

وقت حضور مخدوم رحمہ اللہ حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی کی شکل میں نظر آئے اور حضرت سائیں توکل شاہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں اور مولانا محمد قاسم جہاں پائے مبارک آپ ﷺ کا پڑتا ہے وہاں دیکھ کر پاؤں رکھتے ہیں۔ میں بے اختیار ہوگا کہ حضور کے پاس پہنچوں چنانچہ میں آگے ہو گیا۔ (سوانح عاشقین صفحہ ۸۲ تا ۸۸ شائع کردہ مجلس اشاعت العلوم حیدر آباد دکن، مطبوعہ عثمان پریس حیدر آباد دکن انتہیٰ)

الحاج محمد حنیف صاحب سجادہ نشین کوٹ مومن ضلع سرگودھا:

اقتباس تحریر:

مرزائیوں اور دیگر معترضین کا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق غلط الزام۔ حقر کتاب "تحذیر الناس" مصنفہ حضرت مولانا موصوف کا بغور مطالعہ کر کے حیران رہ گیا کہ مرزائی وغیرہ کس بے باکی سے مولانا نانوتوی کو اجرائے نبوت بعد رسول پاک ﷺ کا معتقد کہتے ہیں حالانکہ "تحذیر الناس" کی عبارت سے کہیں بھی استنباطاً و اشارۃً ایسی چیز ثابت نہیں ہوسکتی۔

حضرت خواجہ سدید الدین چشتی نظامی

سجادہ نشین مروالہ شریف ضلع سرگودھا (م ۱۴۰۹ھ، 1989ء)

آپ کے دادا بزرگوار حضرت خواجہ محمد معظم الدین رحمہ اللہ شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے خلیفہ ارشد تھے۔ خواجہ سدید الدین عالم و فاضل ہیں اور مسلک اعتدال کے حامل ہیں۔ آپ کے استاد محترم حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری کے ہم درس اور

حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے باکمال شاگرد تھے۔

شاہ نفیس الحسینی اپنی کتاب "حکایت مہر و وفا" میں لکھتے ہیں:

راقم نے ذاتی طور پر آپ کو وسیع المشرب پایا ہے۔ لاہور میں بارہا آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ فقیر دو مرتبہ مرولہ شریف ایک دو شب ان کی مہمانی کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ ستمبر ۱۹۶۸ء کو جب حاضری ہوئی تو حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی بھی ایک خاص جماعت کے ساتھ وہاں تشریف لائے ہوئے تھے صبح ناشتہ کے بعد کی مجلس کی یاد اب تک تازہ ہے اس میں اکابر علمائے دیوبند کا تذکرہ بھی ہوا۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی کتاب "تحذیر الناس" کے بارے میں کسی عالم نے سوال کیا۔ حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی نے حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ معترضین ان کی عبارت کو سمجھتے نہیں۔ میں علماء دیوبند کی تکفیر سے بری ہوں۔ پھر شیخ الاسلام حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری قدس سرہٗ کی تعریف میں "نور الایضاح" کا پورا واقعہ بیان فرمایا کہ کس طرح حضرت انور شاہ صاحب مصر تشریف لے گئے اور ایک کتب خانے میں "نور الایضاح" کا قلمی نسخہ مطالعہ کیا پھر یہاں ہندوستان آکر اپنے حافظے کی مدد سے اس کو من و عن نقل کر کے شائع کرادیا پھر آپ نے فرمایا

"مولانا انور شاہ صاحب کا حافظہ حضور نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔"

ایک مصری عالم مجلس میں آئے تو خواجہ صاحب نے ان سے پوچھا آپ نے حدیث کس سے پڑھی؟ انہوں نے کہا حضرت خلیل احمد سہارنپوری صاحب سے، پھر پوچھا آپ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو بھی دیکھا تھا؟ پھر خود ہی فرمایا "مولانا بہت بڑے محدث تھے۔"

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی نے اپنے استاد گرامی خواجہ معین الدین اجمیری کی علمی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "مولانا احمد رضا خاں کا عشق رسول ﷺ بجا مگر علم و فضل کے لحاظ سے اپنے استاد معین الدین اجمیری کے برابر نہیں سمجھتا۔

(حکایت مہر و وفا از نفیس الحسینی شاہ صاحب)

حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ:

(م ۱۳۸۶ھ، 1966ء)

مفتی و امام مسجد فتح پوری دہلی آپ حضرت مولانا مفتی محمد مسعود خلیفہ ارشد قطب ربانی حضرت سید امام علی شاہ صاحب مکان شریف قدس سرہٗ (۱۲۸۲ھ) کے پوتے تھے۔

آپ کے صاحبزادے پروفیسر محمود مسعود احمد صاحب نے "تذکرہ مظہر مسعود" آپ کے حالات میں لکھا ہے، اس میں لکھتے ہیں

اہل سنت و جماعت میں مختلف جماعتیں موجود ہیں مگر والد صاحب نے خود کو کبھی کسی جماعت سے وابستہ نہیں فرمایا۔ حضرت کا مسلک "تائید حق" تھا خواہ کسی جماعت میں ہو۔

دہلی کے مشہور عالم و فقیہ مفتی کفایت اللہ مرحوم اور حضرت کے درمیان بعض مسائل پر اختلاف رائے رہا مگر یہ اختلاف کبھی بنائے مخاصمت نہیں بنا جن کو اللہ علم دیتا ہے ان کو وسعت قلبی بھی عطا فرماتا ہے۔ یہ دونوں حضرات ایک دوسرے سے بڑے احترام سے اور محبت سے پیش آتے تھے، ایک مرتبہ مفتی کفایت اللہ صاحب والد صاحب سے ملنے گھر تشریف لائے۔ والد صاحب اس وقت چارپائی بن رہے تھے۔ حضرت مفتی صاحب بولے چارپائی بننا تو مجھے بھی آتا ہے یہ کہہ کر والد کے ساتھ چارپائی بننے لگے۔

(تذکرہ مظہر مسعود: صفحہ ۲۲۷)

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مفتی صاحب نے انتقال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ امام صاحب (قبلہ والد صاحب) پڑھائیں اس سے کمال محبت و عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ تعلقات ان حضرات کے لیے سبق آموز ہیں جو خواہ مخواہ دل میں رنجشوں کو پال کر دل کو ویران کرتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۳۳۱)

مولانا محمد الیاس مرحوم بانی تبلیغی جماعت کا مرکز بستی نظام الدین میں تھا حضرت قبلہ والد صاحب جب ادھر جاتے تو مولانا کے ہاں بھی تشریف لے جاتے خصوصاً علالت کے زمانے میں عیادت کے لیے ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ (صفحہ ۲۶۳)

حضرت مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نے اپنے صاحبزادوں کو مدرسہ فتح پوری ہی میں دیوبند کے اساتذہ سے تعلیم دلائی اور آپ کے ایک پوتے داماد قاری رضوان اللہ صاحب نے حضرت مولانا انور شاہ کشمیری پر اپنا ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھ کر علی گڑھ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ (صفحہ ۴۸۱)

"النقد والمحال فی رؤیۃ الہلال" (مطبوعہ دہلی ۱۹۵۰) میں حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب نے اپنے موقف کی تائید میں حضرت رشید احمد گنگوہی سے استدلال کیا ہے فرماتے ہیں:

"اور مولانا گنگوہی نے بھی اپنے فتاوی میں اس کو معتبر مانا ہے۔" (صفحہ ۵۰۳)

اس رسالے کے آخر میں مرحوم نے بڑی دلسوزی سے مسلمانوں کو وصیت فرمائی ہے کہ وہ ان لوگوں کی پیروی کریں جو سلف کے راستے پر گامزن ہیں۔ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ تو

تشریف لے جا چکے اب فقیر بھی اپنی عمر پوری کر چکا ہے آج نہیں تو کل اپنے مولیٰ کے حضور میں حاضر ہو جائے گا۔ اس لیے تمہیں وصیت کرتا ہے کہ تم ایسے امور میں ان علماء کی پیروی کرو جو مجتہدانہ روش پر نہیں چل رہے بلکہ سلف صالحین کی پیروی کرتے ہیں۔ (صفحہ ۵۰۶)

حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب کی بیعت حضرت سید صادق علی شاہ صاحب فرزند و جانشین قطب ربانی حضرت امام علی شاہ مکان شریف سے تھی لیکن خلافت حضرت مولانا رکن الدین صاحب الوری رحمۃ اللہ علیہ سے پائی تھی۔

حضرت صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری

(م ۱۳۸۱ھ، 1966ء)

آپ حضرت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے والد نے آپ کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور تعلیم حاصل کرنے کے لیے بھیجا اور وہیں سے آپ فارغ التحصیل ہوئے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میری دستار بندی اس سال حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے دست مبارک سے ہوئی تھی۔

آپ نے علی پور میں دینی مدرسہ قائم کیا ہوا تھا۔ طالب علموں کو خود بھی کتابیں پڑھاتے تھے اور دورہ حدیث شریف کے لیے طالب علموں کو دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور جانے کی تلقین فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی:

سجادہ نشین سیال شریف (م ۱۴۰۱ھ، 1981ء)

قطب العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی خلیفہ راشد حضرت سلیمان تونسوی

قدس سرہٗ کے پڑپوتے اور حضرت خواجہ ضیاء الملت والدین کے فرزند وجانشین ہیں۔

حضرت سیالوی کی ایک سنہری تحریر جو انہوں نے مولانا کامل الدین رتو کالوی کو عنایت فرمائی ملاحظہ ہو:

''میں نے ''تحذیر الناس'' کا مطالعہ کیا ہے میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان کہتا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میری حدیث کی سند میں ان کا نام موجود ہے۔ خاتم النبیین کے معنی بیان کرتے ہوئے جہاں مولانا محمد قاسم کا دماغ پہنچا ہے وہاں تک معترضین کی سمجھ نہیں گئی۔ قضیہ فرضیہ کو قضیہ واقعیہ سمجھ لیا گیا ہے۔

فقیر قمر الدین سیالوی

(''کھول کی آواز'' مولفہ مولانا کامل الدین رتو کلوی صفحہ ۱۱۶، مطبوعہ خالدی پریس سرگودھا)

حضرت سید مظہر قیوم سجادہ نشین مکان شریف:

(م:۱۳۶۱ھ)

علمائے دیوبند سے آپ کے گہرے مراسم تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے تو آپ شیدائی تھے۔ شاہ صاحب بھی اکثر ان کے پاس مکان شریف تشریف لے جاتے تھے وعظ وخطاب بھی فرماتے تھے۔ آج کل آپ کے صاحبزادے سید محفوظ حسین شاہ صاحب فاضل دیوبند سجادہ نشین ہیں بھکھیر ضلع شیخوپورہ میں سکونت پذیر ہیں۔

حضرت پیر احمد شاہ صاحب چورہ شریف رحمہ اللہ:

''اسوۂ اکابر'' میں لکھا ہے کہ متحدہ ہندوستان کے اور بہت سے ایسے مشائخ ماضی قریب

میں گزرے ہیں جن کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ دیوبند کے مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کے ساتھ حسن ظن رکھتے تھے بعض نے خود اکابر دیوبند کی شاگردی اختیار کی مثلاً پیر احمد شاہ صاحب چورہ شریف ضلع کیمبل پور کہ وہ اپنے جد امجد حضرت خواجہ علاء الدین محمد صاحب چورہ شریف رحمہ اللہ کی زندگی میں دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے گئے اور عمر بھر اکابر دیوبند کے علم وتقویٰ کی تعریف فرماتے رہے۔

حضرت خواجہ ضیاء الملت والدین سجادہ نشین سیال شریف قدس سرہٗ:

(م:۱۳۷۸ھ)

آپ حضرت قطب ربانی حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ کے پوتے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے تھے۔ آپ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی تحریک آزادی سے بالکل متفق اور انگریزی اقتدار کے سخت مخالف تھے۔

ایک مرتبہ آپ جب دیوبند تشریف لے گئے تو اسٹیشن پر دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ وعوام کے ایک جم غفیر نے آپ کا استقبال کیا دارالعلوم میں تعطیل چھٹی کردی گئی اور ایک جلسہ منعقد کر کے آپ کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خطاب میں دارالعلوم کی علمی اور سیاسی خدمت کی تعریف اور تائید فرمائی۔ بعد ازاں آپ نے دارالعلوم کو دو سو روپے کا عطیہ بھی مرحمت فرمایا۔ (اسوۂ اکابر صفحہ ۹)

حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ:

خلیفہ مجاز حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہٗ

مولف ''چراغ سنت'' نے آپ کا حسب ذیل بیان نقل کیا ہے۔

''مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی کا زمانہ میں نے نہیں پایا۔ مولانا

خلیل احمد سہارنپوری اور مولانا محمود الحسن صاحب کی زیارت ایک دفعہ کی ہے۔ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی زیارت ایک مرتبہ کی ہے اور ان کا وعظ بھی سنا ہے۔ اس سے زیادہ ان حضرت کے ساتھ مصاحبت کا اتفاق نہیں ہوا مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں سے متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرت علماء ربانیین اور اولیاء امت محمدیہ ﷺ سے تھے۔ اگرچہ بعض مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے مگر میرا اعتقاد یہی ہے اور اس کا سبب ان کی تصنیفات کا مطالعہ اور استفادہ اور فیوض عام ہے خاص طور پر مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم کی خدمات طریقت پر نظر کرنے سے شبہ ہوتا ہے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں۔ (چراغ سنت مولفہ سید فردوس علی شاہ صفحہ ۲۷۰)

حضرت مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی:

(م:۱۹۰۲ء)

"اسوۂ اکابر" میں لکھا ہے:

حضرت مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ سابق پنجاب کے جلیل القدر فاضل اجل اور شیخ طریقت تھے آپ کو تمام علوم کی سند فراغ حضرت علامہ عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی قدس سرہٗ سے حاصل تھی اور طریقت میں آپ عارف باللہ حضرت خواجہ علاء الدین محمد صاحب تیراہی نقشبندی مجددی چوراہ شریف رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم تھے۔ ایک دفعہ امرتسر میں ایک واعظ کے بیان سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے خلاف عوام میں سب وشتم کا طوفان اٹھا تو آپ ہی نے جلسہ عام میں عوام کو سرزنش کی اور مولانا کی توہین سے باز رکھا۔ (صفحہ ۱۴)

مولانا دیدار علی شاہ مرحوم الوری:

(م:۱۳۵۴ھ)

مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب اور مولانا ابو الحسنات اور ابو البرکات سید احمد قادری لاہوری کے والد تھے۔ ان کے ایک رسالہ "تحقیق المسائل" کا اقتباس ملاحظہ ہو

"اور مولانا واستادنا رئیس المحدثین مولانا محمد قاسم اور مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے فتاوی اجوبہ سوالات خمسہ کی نقل زمانہ طالب علمی میں کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے۔"

حضرت میاں صاحب شیر محمد شرقپوری:

(۱۳۴۷ھ۔۱۹۲۸ء)

آپ کے پیر حضرت خواجہ امیر الدین تھے جو حضرت خواجہ امام علی شاہ مکان شریف قدس سرہٗ کے خلیفہ ارشد تھے۔ آپ اولیاء سلف کا نمونہ تھے۔ انتہائی متبع سنت اور بدعات سے نفرت کرنے والے تھے۔ علمائے دیوبند سے بہت محبت فرماتے تھے۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمہ اللہ نے آپ کی سوانح حیات "خزینہ معرفت" کے نام سے شائع کی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا انور شاہ کشمیری صدر مدرس دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی لاہوری شرقپور حاضر ہوئے۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی محبت وارادت سے ملے۔ پھر آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ بعد ازاں آپ نے حضرت انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا اور موٹر کے اڈے تک میاں صاحب خود سوار کرانے کے لیے ساتھ تشریف لائے۔ انور شاہ صاحب نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ میری کمر

پر ہاتھ پھیر دیں میاں صاحب نے ایسا ہی کیا اور رخصت کر کے واپس اپنے مکان پر تشریف لائے بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا شاہ صاحب اتنے بڑے عالم ہو کر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ پھر میاں صاحب نے مجھ سے فرمایا ”دیوبند میں چار نوری وجود ہیں“ ان میں سے ایک انور شاہ صاحب ہیں۔

مولانا عبدالحنان ہزاروی شاگرد رشید حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری فرماتے ہیں کہ میں جب تک آسٹریلیا مسجد لاہور میں مقیم رہا حضرت میاں صاحب کے خلیفہ سید محمد اسماعیل کرموں والے لاہور آنے پر میرے یہاں قیام فرماتے تھے۔

حضرت میاں صاحب کے دوسرے خلیفہ صاجزادہ محمد عمر بیربلوی حضرت مفتی اعظم کفایت اللہ صاحب اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے شاگرد تھے۔ آپ کے خلیفہ جناب حاجی فضل احمد صاحب مدیر ”سلسبیل“ لاہور اپنے پیر و مرشد کی روش پر قائم ہیں۔

حضرت سید جماعت علی شاہ ثانی علی پوری:

(م:۱۳۵۸ھ،1939ء)

آپ قطب ربانی بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ حضرت مولانا محمد اسلم صاحب خطیب مسجد قادری لائل پور فرماتے ہیں کہ دورہ حدیث سے پہلے کی کتابیں میں نے اپنے استاد محترم محمد حسین شاہ صاحب خلف الرشید حضرت پیر حافظ جماعت علی شاہ سے علی پور میں پڑھی تھیں ایک روز میرے والد حضرت مولانا عبدالغنی صاحب نے جو پیر سید جماعت علی شاہ کے خلیفہ بھی تھے مجھ سے کہا کہ تم اپنی تعلیم پوری کرو۔ دورۂ حدیث کے لیے

دارالعلوم دیوبند یا منظر اسلام بریلی جہاں چاہو چلے جاؤ میں نے عرض کیا کہ اپنے استاد محترم سے مشورہ کر لوں پھر کوئی فیصلہ کروں گا۔

چنانچہ میں نے استاد محترم سے والد صاحب کا منشا مبارک ظاہر کیا تو حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے دارالعلوم دیوبند جانے کا مشورہ دیا۔ اس زمانے میں حضرت استاد کے والد حضرت سید جماعت علی شاہ ثانی حیات تھے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے دارالعلوم دیوبند جانے پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ چنانچہ میں نے دو سال میں دارالعلوم سے دورۂ حدیث شریف کی سعادت حاصل کی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف:

(م:۱۳۵۶ھ)

عالم بے نظیر، فقیہ بے بدل، عارف باللہ حضرت سید مہر علی شاہ صاحب پنجاب میں سلسلۂ چشتیہ کے مہر منیر تھے آپ خواجہ سلیمان تونسوی کے خلیفہ ارشد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ کے خلیفہ ارشد تھے۔ آپ کو حضرت قطب عالم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ سے بھی اجازت حاصل ہے۔ آپ کی سوانح حیات ”مہر منیر“ میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا ”جب میں عرب شریف سے (بعد حج) واپس آیا تو ایک مدت کے بعد دیوان سید محمد سجادہ نشین پاک پتن شریف کے تقاضے پر سلسلہ چشتیہ صابریہ کے وظائف انہیں تلقین کیے۔ اس وقت حضرت حاجی امداد اللہ کے اس عطیہ (خلافت و اجازت) کی حکمت معلوم ہوئی۔

”اسوۂ اکابر“ میں لکھا ہے: ”حضرت مولانا محمد سعید صاحب کوہ مری والے فرماتے ہیں

کہ میں حضرت پیر صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے دریافت کیا آپ مولوی محمد قاسم صاحب سے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ حضرت پیر صاحب نے جواباً فرمایا: کیا تم حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے متعلق پوچھتے ہو۔ اس نے عرض کیا جی ہاں! انہیں کے متعلق پوچھتا ہوں۔ جواب میں حضرت پیر صاحب نے فرمایا:

''وہ حضرت حق کی صفت علم کے مظہر اتم تھے۔''

حضرت پیر صاحب گولڑوی نے ایک فتویٰ متعلقہ ''فرار از طاعون'' کی تصدیق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ اپنی کتاب ''فتوحات صمدیہ'' (مطبوعہ بار سوم صفحہ ۶۱ ملتان) میں درج کیا اور اس پر جلی قلم سے یہ عنوان تحریر فرمایا:

''نقل فتویٰ جناب مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ''

حضرت گنگوہی کے وصال کے بعد جب یہ فتویٰ خدام خانقاہ گولڑہ شریف کی طرف سے شائع کیا گیا تو حضرت کا نام یوں درج کیا۔

''حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ''

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف حضرت احمد علی سہارنپوری سے حدیث شریف پڑھتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ بخاری شریف کا حاشیہ جو اس وقت چھپ رہا تھا جب مولانا قاسم نانوتوی صاحب تصحیح فرماتے اور حضرت سہارنپوری حضرت نانوتوی کو دس روپیہ ماہوار دیتے تھے۔ ایک بار ہم بیٹھے تھے کہ حضرت نانوتوی تشریف لائے تو حضرت سہارنپوری نے پوچھا کہ مولوی صاحب گزر اوقات ہو جاتی ہے یا نہیں تو حضرت نانوتوی

نے فرمایا کہ حضرت اگر دو روپیہ اور ہو جائیں تو دو طالب علم اور رکھ لوں تو مولانا سہارنپوری نے دو روپیہ مزید اضافہ کر دیا ہم سب حیران ہوئے کہ کتنی بڑی قربانی ہے اس تھوڑی سی رقم کو بھی اپنی ذات پر نہیں بلکہ اللہ کے دین کے لیے طلبہ پر خرچ فرماتے ہیں۔ پیر صاحب نے مزید فرمایا کہ مولانا نانوتوی وجود میں بالکل دبلے پتلے سے تھے مگر جب بولتے تو معلوم ہوتا کہ یہ شخص خداداد نعمتوں سے مالا مال ہے۔ دنیا سے ان کو ذرہ برابر بھی تعلق نہیں تھا۔

(عرفان حیات)

حضرت خواجہ سید غلام محی الدین گولڑوی رحمہ اللہ:

(م: ۱۳۹۴ھ، 1974ء)

آپ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے نور نظر تھے، عرف میں آپ کو بابو جی کہتے ہیں۔ مولانا کامل الدین اپنی تصنیف ''ڈھول کی آواز'' میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' کی عبارت پر کچھ لوگوں میں بحث ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ سیال شریف اور گولڑہ شریف سے فتویٰ لاؤ تو ہم مان لیں گے۔ مولانا کامل الدین پہلے سیال شریف اور پھر گولڑہ شریف حاضر ہوئے ہر دو مقامات سے مہری تحریریں حاصل کیں مولانا لکھتے ہیں:

''احقر گولڑہ شریف پہنچا صوفی غلام نبی کی وساطت سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی۔ سب واقعہ بیان کیا گیا۔ انہوں نے مولانا غلام محمد گھوٹوی شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور اور خلیفہ خاص حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ کو جو اتفاقیہ وہاں آئے ہوئے تھے حکم دیا کہ آپ میری طرف سے ان کو لکھ دیں۔ انہوں

نے جو الفاظ لکھے وہ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

میرا مذہب یہ ہے کہ دیوبند کے علماء مسلمان ہیں اور دین کا کام کر رہے ہیں جو شخص ان کے حق میں کچھ برا کہتا ہے اس کا ایمان خطرے میں ہے۔ میرے والد قبلہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی تھا۔"

جناب پیر کرم شاہ ازہری صاحب سجادہ نشین بھیرہ شریف مدیر اعلیٰ ''ضیاء حرم'':

خانقاہ عالیہ چشتیہ سیال شریف سے مستفیض ہیں عالم و فاضل ہیں۔ مکتوب بنام مولانا کامل الدین رتوکالوی، پچاس سطور کی تحریر سے کچھ اقتباس ملاحظہ ہوں:

''حضرت مولانا قاسم العلوم کی تصنیف لطیف ''تحذیر الناس'' کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔''

''جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہٗ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لیے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے، فریفتگان سامان مصطفوی ﷺ تو ان بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس کتاب میں موجود ہے۔''

مولانا! خاتم النبیین ﷺ کی آیات کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں ایک وہ ہے جہاں تک عوام کی عقل و خرد کی رسائی ہے اور دوسرا وہ ہے جسے خواص ہی خداداد نور فراست سے سمجھ سکتے ہیں۔

ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدا و مآل اور ابتداء و انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے

ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ وغیرہ کی سطح سے بلند ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور؟

حضرت پیر جماعت علی شاہ:

حضرت مولانا قاری طیب صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت پیر جماعت علی شاہ اپنے مریدوں کے ساتھ کراچی سے بحری جہاز میں حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے اسی جہاز میں، میں بھی مع اپنے رفقاء اور علمائے دیوبند کے سوار ہوا۔ نماز کے وقت دونوں طبقات کے حضرات میں کانا پھوسی ہوئی کہ نماز کون پڑھائے گا۔

مجھے جب پیر جماعت علی شاہ صاحب کی موجودگی کا علم ہوا تو میں نے احباب سے کہا کہ جب اذان ہو تو مجھے مطلع کر دینا چنانچہ اذان کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیر صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ پیر صاحب نے بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور تین بار میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا مجھے معلوم ہوا تھا کہ قاری طیب بھی اس جہاز میں ہیں۔ میں نے سوچا نہیں آئے ورنہ نماز کے بعد میں خود تم سے ملنے آنے والا تھا۔ اتنے میں صفیں درست ہوئیں میں پیچھے کی صف میں کھڑا ہو گیا کہ پیر صاحب نماز پڑھائیں لیکن پیر صاحب نے فرمایا قاری طیب نماز پڑھائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی موجودگی میں ایک طالب علم نماز پڑھائے یہ اچھا نہیں لگتا آپ بزرگ ہیں تو حضرت پیر صاحب نے فرمایا قاری طیب تم علم کے سمندر ہونے کے باوجود میرے عزیز ہو لہٰذا میں حکماً کہتا ہوں کہ تم نماز پڑھاؤ۔ میں نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد پیر صاحب نے اعلان فرمایا کہ جدہ تک قاری طیب صاحب ہی نماز پڑھائیں گے، یہ ہماری خوش نصیبی ہے۔ (عرفانِ حیات)

محترم قارئین حضرات! علمائے دیوبند کی سیرت و کردار اور دینی خدمات کو عوام و خواص

اور جن علماء و مشائخ طریقت نے خراج تحسین پیش کیا ہے ان کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ ان کے بیان سے ایک پوری کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم نے کچھ علماء اور مشائخ طریقت کے خیالات، تاثرات اور تعلقات کا ذکر کیا ہے جو ان کے اور علماء دیوبند کے درمیان تھے۔ ان میں زیادہ تر وہ علماء اور مشائخ طریقت ہیں جن کو بہت سے فروعی مسائل میں علماء دیوبند سے اختلاف تھا مگر وہ عناد، تعصب اور نفسانیت سے بری تھے اور جانتے تھے کہ یہ اختلاف فروعی مسائل میں ہے اسلام کے بنیادی مسائل توحید، رسالت، آخرت، حشر نشر میں نہیں اور یہ اختلاف ایسا ہی ہے جیسے بہت سے مسائل میں صحابہ کرام میں تھا۔ خلفائے راشدین میں تھا۔ اور فقہ کے چاروں اماموں میں ہے کہ ایک امام ایک چیز کو جائز اور حلال کہتا ہے دوسرا اس کو ناجائز اور حرام اس کے باوجود کفر کی نسبت کوئی کسی کی طرف نہیں کرتا۔

امام مصر لیث بن سعد کے حوالے سے یحییٰ بن سعید القطان نے کتنی پختہ بات نقل کی ہے۔ یعنی لیث کہا کرتے تھے:

”فتویٰ دینے والے لوگ ہمیشہ سے فتویٰ دیتے ہوئے اگرچہ کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام ٹھہراتے چلے آرہے ہیں لیکن ان فتویٰ دینے والوں میں سے کسی کو نہیں پایا گیا کہ حرام قرار دینے والے یہ سمجھتے ہوں کہ حلال کا فتویٰ دینے والے تباہ ہو گئے۔ (یعنی دین سے نکل گئے، کافر ہو گئے) اسی طرح حلال قرار دینے والوں نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ اس مسئلے کے متعلق حرام کا فتویٰ دینے والے ہلاک ہو گئے (یعنی کافر ہو گئے)“

حضرت شیخ احمد جامی ناقصی (۴۴۰-۵۵۶) فرماتے ہیں:

”جو شخص مسلمانوں کے طریقے پر چلتا ہے اس کو کافر کہنے سے احتراز کیا جائے۔ اس لیے کہ وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں لہٰذا اے خبر نہ رکھنے والو! خدا سے نہ ڈرنے والو! فتویٰ دینے والو! اگر تم کو علم تقویٰ اور عقل ہوتی تو تم کسی مسلمان کے کافر ہونے کا فتویٰ نہ دیتے اس لیے کہ کسی کے دل سے کوئی واقف نہیں ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ اے بے احتیاط لوگو! اس فتویٰ دینے سے ہاتھ روک لو۔ اللہ تعالیٰ اس کے نبی اور تمام انبیاء علیہم السلام تمہارے دشمن ہوں گے اور ایک دن ہوگا کہ یہ کیا ہوا سامنے آئے گا اور میں تحقیق اور یقین سے فتویٰ دیتا ہوں کہ جو شخص کسی مسلمان کے لیے کفر کا فتویٰ دیتا ہے وہ اس کی ذمہ داری سے نہیں نکل سکتا۔ (یعنی اس سے باز پرس ہوگی) حق تعالیٰ ان کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ (خلاصۃ المقامات: صفحہ ۲۳)